آپ
تقریر کیسے کریں
اوّل
نجم الدین احیائی
Pdf by : Shahid Jamal

إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

آپ تقریر کیسے کریں؟

حصہ اول

مرتب
مولانا نجم الدین احیائی رح

ناشر
ہلال بکڈپو، مبارکپور، اعظم گڈھ، یوپی

قیمت :- .... روپیے

آزاد بکڈپو
کوٹھی
وارانسی

ہماری تین اہم کتابیں

تبلیغی و تعلیمی سرگرمیاں عہد سلف میں

ہمارے اسلاف کی بے مثال تبلیغی و تعلیمی سرگرمیوں کے بارے میں
آپ جاننا چاہتے ہوں تو مشہور محقق مولانا قاضی اطہر مبارکپوری کی
یہ کتاب ضرور پڑھیں   قیمت — ۲/۵۰

قرآن مجید کا چیلنج مجلد

قرآن مجید نے ساری دنیا کو جو چیلنج دیا ہے۔
اسکی نوعیت کیا ہے یہ چیلنج لفظی تھا یا معنوی ؟
اس موضوع پر ایک تحقیقی کتاب از مولانا داؤد اکبر اصلاحی۔   قیمت ۵/۰۰

اسلام اور عہد حاضر مجلد

کیا دور جدید نے مذہب کی ضرورت
کو ختم کر دیا۔ کیا مذہب اور سائنس
میں ٹکراؤ ہے ؟ عصر حاضر میں اسلام کا فعال کردار، یہ سب جاننے
کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں

از مولانا جمیل احمد نذیری

ملنے کا پتہ

ہلال بکڈپو، مبارکپور، اعظم گڈھ (یوپی)

فہرست مضامین

کچھ تقریر کے بارے میں

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا

وعظ و تقریر، خطبے اور لکچرز، افہام و تفہیم، درس و تدریس یا ان جیسے الفاظ صرف ہماری زبان ہی میں نہیں دنیا کی تمام زبانوں میں پائے جاتے ہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ تقریروں نے پوری کی پوری قوم کی کایا پلٹ دی۔ بھاگنے والوں کے قدم جما دئے اور وہ ناقابل تسخیر طاقت بن گئے۔

تقریر کسے کہتے ہیں؟

مسلسل باتیں اگر ایک خاص ڈھنگ سے کچھ لوگوں کے سامنے کہی جائیں تو وہ تقریر ہوگی۔ تقریر عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں ثابت کرنا۔ تقریر کو تقریر اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ اس میں کسی مسئلہ کو ایک خاص اسلوب سے ثابت کیا جاتا ہے۔

باتیں ہوں مگر مسلسل نہ ہوں یا مسلسل باتیں ہوں مگر ایک خاص ڈھنگ اور خاص اسلوب بیان سے نہ کہی جائیں تو وہ تقریر نہ ہوگی، اسی طرح مسلسل باتیں ہوں اور وہ خاص ڈھنگ سے بھی کہی جائیں مگر

مخاطبین موجود نہ ہوں تو وہ بھی تقریر نہیں کہی جائے گی

تقریر کی تاثیر

تقریر کی تاثیر زمان و مکان، متکلم و مخاطب کے بدلنے سے بدلتی رہتی ہے، اگر رودکی کے چند اشعار شاہ وقت کو مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ وطن واپس لوٹ آئے تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی تقریر کی تاثیر بھی تاریخ نوٹ کر چکی ہے۔ انکی پر مغز اور دلائل سے مزین کا یہ اثر تھا کہ نجاشی کی گردن جھک گئی، اس نے مکہ سے جانے والے وفد سے صاف صاف کہدیا کہ چاہے جو کچھ بھی ہو میں اللہ کے ان بندوں کو تمہارے ہاتھوں میں نہیں دے سکتا

بلاشبہ اسلامی تعلیمات میں وہ کشش اور وہ حسن و لطافت ہے جو عالم انسانوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے مگر اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اگر دین کی تعبیر و تشریح اچھے ڈھنگ سے نہ کی ہوتی تو ان کے وہ اثرات مرتب نہ ہوتے۔

پیغمبر عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرما جانیکے بعد خلافت کا مسئلہ چھڑا۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں جو تقریریں ہوئیں آپ تصور فرمائیں کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدبرانہ تقریر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ کن بیان نہ ہوتا تو مسلمانوں کا کیا حال ہوتا؟

مغلیہ حکومت کا بانی شہنشاہ ظہیر الدین بابر مشہور راجپوت رانا سانگا کے مقابلہ میں جب صف آرا ہوا تو فوجیوں کے حواس گم ہو گئے۔ بابر نے شراب سے توبہ کرنے کے بعد اپنے سپاہیوں کے سامنے ایک زبردست مجاہدانہ تقریر کی

جس کا اثر یہ ہوا کہ فوجیں جم گئیں، مقابلہ ہوا بالآخر میدان مغلوں کے ہاتھ رہا۔

طارق ابن زیاد اسپین کے ساحل پر اترا اس نے کشتیاں دریا بُرد کر دیں اور بہادر نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے ایک ر وردار تقریر کی۔

اس کے جو دور رس اثرات ہوئے اسے تاریخ فراموش نہیں کر سکتی ہندوستان میں انگریزوں کی جابرانہ وظالمانہ حکومت کو اکھاڑ دینے والوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو اپنی شعلہ بار تقریروں سے ملک کے گوشہ گوشہ میں ہلچل مچا دیتے تھے۔ مولانا آزادؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، پنڈت جواہر لال نہرو، سروجنی نائیڈو، مولانا حفظ الرحمن، کی تقریریں آج بھی مثال میں پیش کی جاتی ہیں

تقریروں کے حیران کن اور تعجب خیز واقعات تاریخ کے اوراق میں ڈھونڈھے جائیں تو اس پر ایک مستقل کتاب تیار کی جا سکتی ہے۔

بہر حال تقریروں کے موثر ہونے میں دو رائے نہیں ہے، یہ تقریریں دونوں کام کرتی ہیں، کسی قوم کو بام عروج پر تو کسی کو تحت الثری تک بھی پہونچا دیتی ہیں۔ یہ ایک دودھاری تلوار ہے جو صحیح ہاتھوں میں ہو تو ظالموں کا صفایا کر سکتی ہے، اور غلط ہاتھوں میں ہو تو تباہی و بربادی کے خیمے گاڑ دیتی ہے۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ماضی میں یہ تلوار بار بار استعمال ہوئی ہے اور آج یہ ضرورت ہے کہ ہمارا نوجوان یہ تلوار اپنائے۔ اور اس سے بھرپور کام لے۔

آپ مقرر کیسے بن سکتے ہیں؟

اس سوال کا دو ٹوک جواب دینا بڑا مشکل ہے کہ مقرر کیسے بنا جاسکتا ہے، جس طرح شاعری ایک ایسا وصف ہے کہ جس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ایک انسان شاعری کیسے کرسکتا ہے؟

کہنے والوں نے کہا ہے کہ شاعر پیدائشی ہوتا ہے اسی طرح ہمیں یہ کہنے میں بھی کوئی خاص تامل نہیں ہے کہ خطابت کا وصف بھی ایک عطیۂ خداوندی ہے جو صرف کسب سے حاصل نہیں جاسکتا، لیکن اس کا یہ مفہوم نہ سمجھ لیا جائے کہ مقرر بننے کے لئے کسب کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جس طرح ایک فطری شاعر مشق وتمرین کے بعد بڑا شاعر بن جاتا ہے جس طرح ایک ذہین طالب عالم اہل علم کی صحبت سے فیضیاب ہو کر فضل و کمال کی مسند پر متمکن ہوتا ہے اسی طرح ایک فطری مقرر مشق وتمرین، مطالعہ، تربیت اور کسی بڑے مقرر کی صحبت میں رہ کر مقرر اعظم کے درجہ تک پہونچ سکتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ خطابت کی صلاحیت تقریباً سبھی انسانوں میں کم و بیش ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی کی صلاحیت خفتہ ہو اور کسی کی بیدار۔ جن لوگوں کی تقریری صلاحیتیں خفتہ ہوتی ہیں انھیں اپنی صلاحیت کو اجاگر کرنے کے لئے چند چیزیں ضروری ہیں۔ اور یہی چیزیں ان لوگوں کو بڑا خطیب بنا دیتی ہیں جو پیدائشی مقرر ہوتے ہیں۔

ماحول، تربیت و مطالعہ

جس طرح گیہوں کی پیداوار کیلئے ایک مخصوص زمین اور مخصوص آب و ہوا کی ضرورت ہے، جس طرح ایک شاعر کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک ایسی سوسائٹی میں پلے اور بڑھے جہاں علم وادب کی حکمرانی ہو۔ اسی طرح ایک مقرر کے لئے بھی اچھے ماحول کا پایا جانا لابدی ہے۔

مشق و تمرین

تربیت، مطالعہ اور ماحول کے علاوہ ایک طالب علم کے لئے مشق کی بھی ضرورت ہے، تجربہ بتاتا ہے کہ جس موضوع پر تقریر کرنا ہو اسے اپنے ذہن میں بار بار گھمایا جائے اور اپنی مخصوص مجلس میں بیان کیا جائے تو اس کے نتائج بہت اچھے ہوتے ہیں۔

آخر میں ان لوگوں سے جو میدان خطابت میں نمایاں مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں میں عرض کروں گا کہ وہ جب بھی تقریر کرنے کھڑے ہوں بے خوف و خطر بولیں۔ اپنا دل مضبوط رکھیں۔ اور اگر ابتدا میں کچھ زحمت ہو تو تقریر شروع کرنے سے پہلے چند منٹ خاموش رہیں اور اپنے موضوع کے تمام گوشوں پر ایک نظر ڈال لیں۔

ہماری یہ مختصر کتاب ان عزیزوں کے لئے مرتب کی گئی ہے جو ابھی بالکل نوآموز ہیں۔ ان کے لئے تقریر کا ایک ڈھانچا مہیا کر دیا گیا ہے۔ تقریریں اس ڈھنگ سے مرتب کی گئی ہیں کہ دیگر فوائد کے ساتھ انھیں معلوم ہو سکے کہ کیونکر وہ ان کی ابتدا کریں اور کس طرح انھیں ختم کریں۔

نجم الدین احیائی

توحید

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ امابعد: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ الْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ ۔
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ○ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ○ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ○ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ

میں نے ابھی ابھی آپ کے سامنے ایک پوری سورہ تلاوت کر دی ہے۔

اس کا ترجمہ یہ ہے

" اے نبی کہہ دو کہ اللہ ایک ہے ۔ اللہ بے نیاز ہے ، وہ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا ۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں "

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ جب ہم تاروں بھرے آسمان ۔ چوڑی چکلی زمین ، اتھاہ سمندر ، اونچے پہاڑ اور بہتے دریا دیکھتے ہیں تو بے ساختہ یہ خیال آتا ہے کہ ان کا کوئی خالق ہے ، کوئی ہے جس نے ان چیزوں کی تخلیق کی ہے۔

پھر ہم ایک قدم اور آگے بڑھاتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ رات آتی ہے، دن رخصت ہو جاتا ہے، صبح ہوتی ہے، شام ہوتی ہے، کائنات کا نظام بندھے ٹکے اصولوں کے مطابق چل رہا ہے، کہیں سے کوئی خرابی نہیں۔ شمس و قمر اپنے وقت پر نکلتے ہیں اور وقت پر ڈوبتے ہیں تو بے ساختہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس عظیم کائنات کا کوئی حاکم ہے جسے کسی کے تعاون کی ضرورت نہیں۔ جو سارے جہان سے بے نیاز ہے کسی کا احسان مند نہیں وہ جو چاہے کرتا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں۔ کیونکہ اگر کوئی روکنے والا ہوتا تو دنیا کا نظام اس اچھے ڈھنگ سے نہ چلتا۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا) اگر دونوں میں
(یعنی زمین و آسمان میں) اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود ہوتا تو وہ دونوں ٹوٹ پھوٹ جاتے

جب کسی ملک میں دو بادشاہ نہیں رہ سکتے۔ کسی بھی ادارہ کے کئی صدر نہیں ہوتے تو بھلا اس کائنات کے کئی حاکم کیسے ہو سکتے ہیں؟

محترم دوستو! ہماری یہ ادارہ مجلس اپنا کئی صدر چن لے تو کیا یہ مجلس چل سکتی ہے۔ کیا ہمیں لوگ بے وقوف نہ کہیں گے؟!

تعجب ہے ان لوگوں پر جو سارے جہان کے کئی صدر مانتے ہیں۔ کوئی باپ، بیٹا اور روح القدس کا نظریہ تراشے ہوئے ہے، اور کوئی ہزاروں دیوی اور دیوتاؤں کو پرمیشور کا ساجھی بناتا ہے۔ مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ لوگ انھیں بے وقوف کہتے ہوئے ہچکچاتے ہیں۔

حضرات! ممکن ہے کہ دوران تقریر میں اس حقیر سراپا تقصیر سے کچھ غلطیاں ہو گئی ہوں۔ میں بھی اور انسانوں کی طرح ایک انسان ہوں۔ اس لئے مجھ سے غلطیاں ہو جانا کوئی حیرت کی بات نہیں۔ آپ حضرات سے گذارش ہے کہ مجھے مطلع فرمائیں کہ میں نے کون سی باتیں غلط کہی ہیں تاکہ میں آئندہ ایسا نہ کروں۔ انھیں چند باتوں پر میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

وَمَا تَوْفِيْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے
منھ کے بل گر کے ھو اللہ احد کہتے تھے

رسالت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ ذِی الْمَجْدِ وَالصَّفَا، امابعد: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ٥ وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

صدر محترم اور حاضرین جلسہ! یہ میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ آپ لوگوں نے مجھے کچھ کہنے کا حکم فرمایا ہے۔ ایک حقیر انسان کی آپ لوگوں نے جو عزت افزائی فرمائی ہے اس کا میں تہ دل سے شکر گذار ہوں۔

میں نے آپ کے سامنے دو آیتیں پڑھی ہیں، پہلی آیت میں اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے رسول! ہم نے آپ کو بلاشبہ خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا بنا کر بھیجا ہے۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ انسانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تمہارے لئے اللہ کے پیغمبر میں بہترین رہنمائی ہے۔

وہ دور یاد کیجئے جب سارا عالم شرک و کفر میں مبتلا تھا، خدا کی عبادت گاہیں بتوں کا اڈہ بنی ہوئی تھیں، خدائے واحد کے بندے صدہا معبودوں کے پیروں پر سر جھکائے تھے، دین حق کے طلبگاروں کو کوئی ایسا آدمی نہ ملتا تھا جو انہیں صراط مستقیم پر گامزن کرے۔

ایسے میں رحمت الٰہی متوجہ ہوئی اب دین و شریعت کا موسم خزاں رخصت

ہو رہا تھا موسم بہار آیا۔ اور اس آن بان کیساتھ آیا کہ چمنستان عالم گل و گلزار ہو گئے، شریعت حقہ کی خوشبو چار دانگ عالم میں پھیلنے لگی۔ یعنی پیغمبر آخر الزماں، ہادی برحق، فخر رسل، سرکار دو عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامل اور مکمل شریعت لے کر اس دنیا میں تشریف لائے

اب دنیا والوں کے پاس ایک ایسی عظیم شخصیت آگئی تھی جو حق و صداقت کے علمبرداروں کو فوز آخرت کی بشارت دے رہی تھی، اور ظلم و ستم، شرک و کفر کے علمبرداروں کو جہنم سے ڈرا رہی تھی۔

اب ایک ایسا انسان اس دنیا میں آگیا تھا جو انسانی پیکر میں ہوتے ہوئے بھی سراپا روشنی تھا، جو انسانوں کے ساتھ رہتا۔ شادی بیاہ کرتا، کھاتا اور پیتا، جنگوں میں سپہ سالاری کرتا، مسجدوں میں وعظ و تقریر سے دلوں کے میل کچیل صاف کرتا، اس کے باوجود وہ بے داغ تھا۔ اس کے کردار کی طرف کسی کی انگلی اٹھی اور نہ اٹھ سکتی تھی۔

صراط مستقیم کے شیدائیوں کو اب ایک نمونہ مل گیا تھا،۔۔ چنانچہ انھوں نے اس نمونہ کو سامنے رکھکر اپنی زندگی کا ڈھانچہ درست کرلیا۔

آیئے! ہم اور آپ بھی اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں بھی ان کے راستے پر چلائے۔

آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلاً وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ سَلَامًا جَمِیْلاً ۔ اَمَّا بَعْد!
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ شَیْئٍ عَلَمٌ وَ عَلَمُ الْاِیْمَانِ اَلصَّلٰوۃُ

محترم حضرات!

اس حقیر سراپا تقصیر نے آپ کے سامنے ایک مختصر سی حدیث پڑھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ سرکار دوعالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر چیز کا ایک نشان ہوتا ہے اور ایمان کا نشان نماز ہے۔

حضرات! دنیا میں بھانت بھانت کے لوگ اور قسم قسم کی پارٹیاں ہیں۔ کوئی عربی ہے اور کوئی ایرانی، کوئی فرانسیسی ہے تو کوئی جاپانی، کوئی چینی ہے تو کوئی ہندوستانی، کوئی افغانی ہے تو کوئی پاکستانی، اسی طرح آپ کے ملک میں مختلف پارٹیاں ہیں، کسی پارٹی کا نام کانگریس ہے تو کسی کا کمیونسٹ، کسی کا نام جن سنگھ ہے تو کسی کا سوشلسٹ،

باوجودیکہ ان تمام پارٹیوں اور قوموں میں آپ ہی جیسے کھاتے پیتے انسان شامل ہیں مگران کی الگ الگ نشانیاں ہیں آپ انھیں نشانیوں کو دیکھ کر معلوم کر لیتے ہیں کہ فلاں کہاں کا رہنے والا ہے یا فلاں کس پارٹی سے تعلق رکھتا ہے، یہ تو گفتگو ہوئی ان چیزوں کے بارے میں جو ہماری نگاہوں سے گذرتی ہیں، مگر کچھ چیزیں ایسی ہیں جو ہماری آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتیں مگر ان کے کچھ نشانات ہوتے ہیں جن سے ان کے وجود کا پتہ چلتا ہے۔ مثال کے طور پر ہوا دکھائی نہیں دیتی مگر جب پتیاں ہلتی ہیں تو پتہ چل جاتا ہے کہ ہوا چل رہی ہے۔ اسی طرح کفر، نفاق، فسق، ایمان جیسی چیزیں ہماری ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتیں، مگر کچھ علامتیں ایسی ہیں جن سے ہم پہچان جاتے ہیں کہ کون مخلص ہے اور کون منافق، کون مومن ہے اور کون فاسق۔

اس حدیث میں ایماندار کی یہ نشانی بتائی گئی ہے کہ وہ نماز پڑھتا ہو، روزہ ہے چند مخصوص دن کے لئے، حج و زکوٰۃ ہے صرف دولتمند وں کے لئے، لیکن نماز ایک چیز ہے جو سال کے ہر دن میں غریب ہو یا امیر، دولتمند ہو یا فقیر، جاہل ہو یا عالم سب پر فرض ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاجدار مدینہ فخر رسل جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ

جس آدمی نے قصداً نماز چھوڑ دی اس نے کافروں والا عمل کیا

یعنی نماز چھوڑنا مسلمانوں کا کام نہیں ہے۔ مرد مسلم سب کچھ چھوڑ سکتا ہے، مگر نماز چھوڑنا اس کے لئے گوارا نہیں ہونا چاہئے۔

مگر افسوس ہے کہ آج کا مسلمان اس موٹی سی بات کو نہیں سوچتا اور ایک ایسے عمل سے اپنے کو دور رکھتا ہے جو اس کے مسلمان کہلانے کے لئے ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج باوجود مسلمان کہلانے کے ذلیل و خوار ہیں۔ دنیا میں ذلت و نکبت ہمارے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اگر یہی حال رہا تو ہم آخرت میں بھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے، ہمارا کام کہنا ہے، کاش کہ آپ سنیں اور اس پر عمل کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

آگیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز

قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز

زکوٰۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَوْجَدَ وَاَفْنٰی وَاَفْقَرَ وَاَغْنٰی وَجَعَلَ الزَّکوٰۃَ لِلدِّیْنِ اَسَاسًا وَّمَبْنٰی وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی سَیِّدِ الْوَرٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْمَخْصُوْصِیْنَ بِالْعِلْمِ وَالتُّقٰی اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :- وَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکوٰۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ ۰

محترم حضرات! یہ میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ آج آپ جیسے معزز حضرات کے سامنے اسلام کے ایک اہم رکن زکوٰۃ کے بارے میں کچھ کہنے کے لئے لب کشائی کر رہا ہوں، ابھی ابھی آپ کے سامنے ایک آیت پڑھی ہے جسکا ترجمہ یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ان مشرکوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور آخرت کے منکر ہیں۔

زکوٰۃ کسے کہتے ہیں؟ پہلے اسے سمجھ لیں، کسی مسلمان کے پاس ایک مقرر مقدار میں مال و دولت یا تجارتی سامان ہو تو وہ ہر سال حساب لگاکر اپنی اس دولت یا مال تجارت کا چالیسواں حصہ غریبوں اور محتاجوں کو دے،

بس اسی کا نام زکوٰۃ ہے، اگر آپ اس کی تفصیل جاننا چاہتے ہوں تو فقہ کی کتابیں دیکھئے۔

محترم دوستو! آپ شہری ہوں یا دیہاتی یا قصباتی آپ اپنے گرد و پیش پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں، آپ دیکھیں گے کہ کچھ کھاتے پیتے ہیں اور کچھ فقیر کچھ بے سہارے والے ہیں اور کچھ یتیم و اسیر، آپ کے پڑوس میں، آپ کے گاؤں میں کچھ ایسے لوگ بستے ہوں گے جن کا ہر دن یوم عید ہے اور ہر رات شب برات، اور کچھ بے چارے دو روٹی کے محتاج ہیں، کوئی لولا ہے تو کوئی لنگڑا، کوئی اندھا ہے اور کوئی بہرا، جن کے پیٹ خالی ہیں اور تن پر کپڑا بھی نہیں

آپ ذرا سوچیں کہ ان کا گذر کیسے ہوگا؟ اگر وہ کسی سے قرض مانگیں تو قرض نہ ملے، مزدوری کرنا چاہیں تو کوئی انھیں اپنے یہاں کام نہ دے آپ بتائیں کہ ان کی زندگی کیسے گذرے گی، اسلام آیا۔ اس نے انکی طرف بھی خاص توجہ کی، حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے لے کر ابتک جتنے نبی آئے سب نے اپنے اپنے پیروؤں کو زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تاکہ سماج سدھرے، غریب ابھرے، محتاج اپنے پیروں پر کھڑا ہو، پردیسی اپنے وطن لوٹ جائیں۔

آپ ایک ایسے معاشرے کا تصور فرمائیں جہاں کا ہر دولت مند ہر سال اپنی دولت کا چالیسواں حصہ راہ خدا میں صرف کردے کیا وہاں غریبی رہ جائے گی کیا وہاں چند ٹکوں کے لئے لوگ دوسروں کا خون پینے لگیں گے؟ کیا وہاں چند سکوں کے عوض کسی معصومہ کی عزت لوٹی جا سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں، یہی وجہ ہے کہ جس دیس میں اسلامی معاشرہ اپنی مکمل شکل میں

وجود پذیر ہوا وہاں دولت کی اس گردش کی وجہ سے کوئی محتاج نہ رہا، لوگ زکوٰۃ کا مستحق ڈھونڈتے تھے اور کوئی نظر نہ آتا تھا۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم آج اپنے ماحول میں زکوٰۃ کا پورا پورا انتظام کریں۔ زکوٰۃ کا جو ثواب اور جو انعام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت میں ملے گا۔ ادا سے نہ ادا کرنیوالوں کی قیامت کے دن جو رسوائی ہوگی اس کا آپ تصور بھی کرلیں تو آپ زکوٰۃ پابندی سے دیں گے، زکوٰۃ دینے سے آخرت میں کامیابی تو ملیگی ہی اس دنیا میں بھی اس سے بڑا فائدہ ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے والے کا دل مسرور اور مطمئن رہتا ہے، غریبوں کو اس پر حسد نہیں ہوتا بلکہ وہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مزید دولت دے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزند آدمؑ! تو میرا عنایت کردہ مال خرچ کئے جا، میں تم کو برابر دیا کرونگا۔

اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

روزہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ فِیْ شَہْرِ رَمَضَانَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْاَنَامِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الْکِرَامِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اَمَّابَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (بقرہ ع ۲۳)

جناب صدر اور محترم دوستو!

ابھی ابھی میں نے آخری کتاب باصواب کی ایک آیت تلاوت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:۔ اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے امتوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

اسلام کی بنیادی تعلیمات میں ایمان، نماز، اور زکوۃ کے بعد روزہ

کا درجہ ہے، رمضان کے پورے ماہ کے روزے مسلمانوں پر فرض کئے گئے ہیں، جو شخص بلا عذر شرعی رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے تو وہ بہت بڑا گنہ گار ہے فرمایا ہمارے آقا و مولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بلا عذر کوئی ایک روزہ بھی چھوڑ دے وہ اگر اس کے بدلہ میں ساری عمر بھی روزہ رکھے تو بھی اسکا حق ادا نہ ہو سکے گا۔

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو صرف اسلام ہی میں فرض نہیں ہوا ہے بلکہ دنیا میں جتنے مذہب ہوئے ہیں یا ہیں سب میں کسی نہ کسی شکل میں روزہ کا وجود ہے، ہندو ہوں یا عیسائی، بدھ ہوں یا موسائی سب ہی روزہ رکھتے ہیں۔

توریت وانجیل کے صفحات گواہ ہیں، تاریخ کے اوراق بھی بتاتے ہیں کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو ہر دور میں ادا کی گئی ہے۔

روزہ کیا ہے؟ ایک ایسا عمل جو ہمیں فرشتوں کی صف میں لا کھڑا کرتا ہے، فرشتے نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں ان کی پوری زندگی الٰہی احکام کی تعمیل میں گذرتی ہے، واقعہ یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ تربیت کا مہینہ ہے آپ کا جی چاہے کہ آب شیریں سے لطف اندوز ہوں مگر نہیں پیتے آپ کے روبرو لذیذ کھانے ہیں مگر آپ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے، آپ کا نفس چاہتا ہے مگر آپ اسے لگام دیدیتے ہیں، یہ حرکت ایک دو دن نہیں پورے ایک ماہ کی جاتی ہے آپ خود ہی تصور فرمالیں کہ نفس کے کنٹرول کرنے کا یہ کتنا بہترین طریقہ ہے۔

روزہ ہمیں سکھاتا ہے کہ ہمیں وہی کرنا چاہئے جو سب سے بڑے سرکار کی مرضی ہے، ہمیں اسی طرح رہنا ہے جیسا کہ مالک کائنات چاہتا ہے، ہماری ہر حرکت اسی کے حکم سے ہونی چاہئے، وہ کہے کہ چلو تو چل پڑیں کہے کہ رک جاؤ تو رک جائیں، کہے کہ کھاؤ تو کھالیں پیو تو پی لیں، اور اگر کہے کہ نہ کھاؤ اور نہ پیو تو پھر ہمیں اس کے حکم کے سامنے سر جھکانا لازمی ہے۔

ایک ماہ کے اس مسلسل عمل سے اگر آپ نے نفس کو کنٹرول کر لیا ہے تو سمجھ لیں کہ آپ کا روزہ ہو گیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو صحیح ڈھنگ سے روزہ رکھنے کی توفیق دے۔

والسلام

قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں

کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں

حج

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اِخْتَارَ لَنَا الْاِسْلَامَ دِیْنًا وَجَعَلَ کَلِمَةَ التَّوْحِیْدِ حِرْزًا مِّنَ النَّارِ وَحِصْنًا وَجَعَلَ الْبَیْتَ مَثَابَةً مِّنَ النَّاسِ وَاَمْنًا۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا (ع ۱۱ پ ۴)

محترم سامعین! میں نے جو آیت ابھی ابھی تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

"اور اللہ کے لئے ان لوگوں پر خانہ کعبہ کا حج کرنا فرض ہے جو حج کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں"

حضرات! یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ خانہ کعبہ ایک ایسا گھر ہے جو تمام گھروں سے افضل ہے۔ یہی وہ گھر ہے کہ دنیا کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ سے اللہ کے بندے اے اللہ! ہم حاضر ہیں۔ اے اللہ ہم حاضر ہیں۔

لبیک اللّٰھمّ لبیک ، کہتے ہوئے حاضر ہونا اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں۔
اس گھر کو حضرت آدم علیہ السّلام نے بنایا، حضرت نوحؑ نے دوبارہ تعمیر کی، حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کی مدد سے اس غیر آباد گھر کو پھر بنا کر آباد کیا، پیغمبر آخر الزماں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مرمت میں حصہ لیا، آج بھی وہ گھر اتنا معزز ہے کہ لاکھوں مقدس انسان اس مقدس گھر کا طواف کرتے ہیں، اور پھر بھی ان کی سیری نہیں ہوتی۔

حج کیا ہے؛ مخصوص وقت میں عرفات میں قیام کرنا، بیت اللہ کا طواف کرنا وغیرہ وغیرہ، لیکن واقعہ یہ ہے کہ حج صرف ان حرکتوں کا نام نہیں ہے، حج نام ہے اس جذبہ پر عمل کرنے کا کہ جسے "خود سپردگی" کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے بندہ اپنی جان ومال اپنی خواہش اپنی حرکتیں خود ہی پروردگار عالم کو سپرد کردے اسی کا نام حج ہے۔

بڑی غلط فہمی ہوگی اگر سمجھ لیں کہ ہم نے روپئے صرف کئے، ٹکٹ خریدا، بمبئی سے جہاز پر سوار ہوئے، احرام باندھا، طواف کیا، صفا ومروہ کے مابین دوڑ کے عرفات میں قیام کیا بس حج ہوگیا، اور ہم تمام گناہوں سے پاک وصاف ہو گئے بظاہر یہ حج ہوا لیکن ایسا ہوا کہ جس میں چھلکا ہی چھلکا ہو۔

وہ کون سا حج ہے؛ جو انسان کو نومولود کی طرح معصوم بنا دیتا ہے، وہ کونسا حج ہے؟ جو انسان کی تمام گناہیں دھو ڈالتا ہے، وہ وہی حج ہے جس کا تذکرہ ہم اوپر کر چکے ہیں، جب آپ اپنا گھر چھوڑیں تو یہ سوچ لیں کہ ہم دنیا دی

افکار سے بالکل آزاد ہو گئے، آپ جب احرام باندھیں تو اس بات کا تصور فرمالیں کہ ہم اب آئندہ زندگی میں کسی طرح کی گندگی کو پاس نہ پھٹکنے دیں گے۔

آپ جب میدان عرفات میں قیام فرمائیں تو سمجھ لیں کہ آپ میدان حشر میں خدا کے روبرو حاضر ہیں اور آپ سے حساب کتاب لیا جا رہا ہے۔

الغرض آپ کی ہر حرکت و سکون اللہ کے لئے ہو، اور اس ارادہ سے ہو کہ اب آپ برائی کی دنیا سے نکل جائیں گے۔ اور حج کے بعد ایک ایسی زندگی کی ابتدا کریں گے کہ جس میں معصوم بچے کی معصوم مسکراہٹ تو ہو گی مگر کسی ظالم مکار، غنڈے کی زہر خند نہ ہو گی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو فائدہ بخش اور نتیجہ خیز حج کرنے کی توفیق دے۔ آمین

عید الفطر

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ، اَمَّا بَعْدُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ عِیْدِ الْفِطْرِ اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَھٰذَا عِیْدُنَا ۔

محترم حاضرین !

رمضان کا مقدس مہینہ گذر چکا ، بادۂ معرفت کے طلبگاروں نے جی بھر کر لطف اٹھایا ، آج عید کا دن ہے آج ہم جتنی بھی خوشی منائیں کم ہے ، تاریخ بتاتی ہے کہ اس سرزمین پر جو بھی آیا اس نے سال میں ایسے ایام مقرر چن لئے جن میں وہ مسرت کا اظہار کر سکے ، اس میں کسی قوم قبیلہ ، خاندان کی تخصیص نہیں ہے ۔

اسلام دین فطرت ہے اس نے بھی اپنے ماننے والوں کے لئے دو دن چن دئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دو دن مقرر فرمائے ہیں، تم ان میں خوشی منایا کرو، ایک عید الفطر، دوسرے عید الاضحیٰ (ابوداؤد شریف)

ئے کے مبارک دن پیغمبر آخر الزماں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَّ ھٰذَا عِیْدُنَا (بخاری)

ترجمہ:۔ ہر قوم کے لئے بلاشبہ خوشی کا دن ہے اور آج کے دن ہماری عید ہے

عید کو عید اس لئے کہتے ہیں کہ یہ لفظ عود سے بنا ہے جس کے معنی لوٹنے کے ہیں، چونکہ یہ دن ہر سال لوٹ کر آتا ہے اس لئے اسے عید کا دن کہا جاتا ہے۔

عید یا تیوہار کیسے منایا جائے، اس میں ہم سارے جہان سے الگ ہیں، دوسری قومیں عید کے دن وہ طوفان بدتمیزی مچاتی ہیں کہ خدا کی پناہ، عیسائی کرسمس کے دن لہو و لعب میں مشغول ہو جاتے ہیں ان کے لئے یہ دن اس طرح گذرتا ہے۔ کہ شاعر کا یہ کہنا بالکل صحیح ہو جاتا ہے۔

؎ واں ہر گناہ ثواب ہے آج

آپ اپنے برادر وطن کے تیوہاروں کے رسوم و رواج پر ایک نگاہ ڈال لیں، ہولی، دیوالی یا اس طرز کے تیوہاروں کے منانے کا طور طریقہ دیکھئے تو آپ خود ہی کہہ دیں گے کہ اسلام اس طرز سے تیوہار منانے کا سخت مخالف ہے

مسلمانوں کی عید میں نہ کھیل ہے نہ راگ رنگ، نہ تماشہ ہے نہ تکلیف دہ خوش فعلیاں، نہ گالی گلوچ ہے نہ ہنگامہ آرائی، یہاں تو تسبیح و تہلیل ہے، اچھے ملبوسات ہیں، گلے ملنے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دینا ہے۔

عید کا دن امیر و غریب سب کیلئے مسرّت کا دن ہوتا ہے۔ اس دن ہر صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے کہ اپنے مال کی ایک مخصوص مقدار غریبوں کو عید کی صبح ہوتے ہی یا اس سے قبل دیدے، اگر وہ نہیں دیتا تو سخت گنہگار ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ عام طور سے ایک ڈیڑھ دن پہلے ہی صدقۃ الفطر ادا کردیا کرتے تھے۔

آیئے ہم اور آپ بھی عید کی شادمانیوں میں حصہ لیں، لیکن یاد رکھئے کہ عید ان لوگوں کے لئے ہے جنھوں نے رمضان کے روزے رکھے باقی جو لوگ بلاعذر روزے چھوڑ دیتے ہیں ان کے لئے آج کا دن ہنسنے کا نہیں رونے کا دن ہے۔

اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

عید الاضحیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعْطَانَا الْعِیْدَیْنِ الْکَبِیْرَیْنِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْکَوْنَیْنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَصْحَابِہِ الْکِرَامِ وَعَلٰی اَوْلِیَائِہِ الْعِظَامِ اما بعد:
قَالَ اللّٰہُ تعالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ

محترم سامعین!

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اس مقدس دن کی یادگار ہے جس دن ایک بڑے باپ کے بڑے بیٹے کی حلقوم پر خود اس کا شفیق باپ چھری چلا رہا تھا، اس وقت ستاروں کی روشنی ماند پڑ گئی تھی، زمین کا ذرہ ذرہ چمنستان عالم کے اشجار کا پتہ پتہ، اور اس وسیع و عریض کائنات کا چپہ چپہ حیران تھا، پریشان تھا، اور زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ واہ رے انسان! واہ رے مسجود ملائک! واہ رے افضل المخلوقات! تو کیوں نہ افضل

المخلوقات کہلائے! تو کیوں نہ جنت کا مستحق ٹھہرے! فرشتے کیوں نہ تمہارے سامنے سجدہ ریز ہوں! شیطان رجیم کی آنکھیں نم تھیں اور خون کے آنسو رو رہی تھیں، نہ تو باپ کو صراط مستقیم سے ہٹا سکا اور نہ بیٹے کو، دونوں اللہ کے محبوب بندے اپنے پیدا کرنے والے کے اشارے کے آگے سرنگوں تھے، آپ جانتے ہیں کہ وہ باپ بیٹے کون تھے؟

باپ تھے ابوالانبیاء والرسل ابراہیم خلیل اللہ اور بیٹے تھے اسماعیل ذبیح اللہ، اللہ تعالیٰ ان پر ہزاروں سلام بھیجے،

ان باپ بیٹوں نے ایک ایسی مثال قائم کی کہ خدا نے اسے رہتی دنیا تک یادگار بنا دیا، اور اس دن کو انسانیت کے علم برداروں کے لئے عید کا دن بنا دیا اور حکم دیدیا کہ جس انسان میں اتنی طاقت ہو کہ وہ تندرست و توانا جانور کی قربانی بارگاہ الٰہی میں پیش کر سکے تو وہ ضرور پیش کرے ورنہ گنہگار ہوگا۔

تاریخ کے اوراق اس بات کے شاہد ہیں کہ جب سے انسان کو اپنے انسان اور بندہ ہونے کا شعور ہوا تب ہی سے وہ اپنے معبود کے سامنے قربانی دینے لگا، قدیم ترین مذاہب میں بھی اس کا ثبوت ملتا ہے

قرآن شریف جو اس دنیا میں خدا کی آخری کتاب ہے، اس کی دو آیتیں آپ لوگوں کے سامنے پڑھی گئیں ہیں، اسکا ترجمہ یہ ہے۔

"اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو کوثر دیا ہے پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے"

قربانی کی فضیلت احادیث میں بھی آئی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں دس سال تشریف فرماتے ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ہر سال قربانی کرتے تھے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

قربانی کے دن کوئی انسانی عمل قربانی سے زیادہ پیارا نہیں ہے اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھردں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے نزدیک قبولیت کے درجے کو پہونچ جاتا ہے، پس چاہیے کہ قربانی خوش دلی سے کرو۔

قربانی دراصل ایک عظیم جذبہ کا نام ہے جس کے ماتحت انسان اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، قربانی کے جانور کا خون گوشت یہ سب چیزیں خدا کو نہیں پہونچتیں اور نہ خدا کو اس سے کوئی حاجت ہے وہ تو اپنے بندوں کو آزمانا چاہتا ہے کہ دیکھیں یہ بندے اپنے پالتو قیمتی جانور ہماری راہ میں قربان کر کے اس بات کا ثبوت پیش کرتے ہیں یا کہ نہیں کہ کبھی اگر انھیں اپنی جان، اپنی اولاد کی قربانی بھی دینی پڑے تو گریز نہ کریں گے۔

محترم دوستو! قربانی کا یہی عظیم جذبہ اگر آج مسلمانوں میں پیدا ہو جائے تو یقین رکھیے کہ دم کے دم میں ان کے سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس جذبہ کا مالک بنائے۔

عید قرباں کا دن ہر سال اس جذبہ کو مہمیز لگانے کے لئے آتا ہے تاکہ ہم وہ سبق بھول نہ جائیں جو حضرت خلیل اللہ نے دیا تھا اور ہر سال اسکی یاد تازہ کرتے ہیں

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

یوم الجمعة

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ سَیِّدَ الْاَیَّامِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْاَنَامِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الْکِرَامِ اَمَّا بَعْدُ : فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورہ جمعہ)

محترم حاضرین!

ابھی ابھی میں نے آپ کے سامنے سورۂ جمعہ کی ایک آیت تلاوت کی ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے۔

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

"اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن تمہیں نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف چل کھڑے ہو اور خرید و فروخت بند کرو، یہی تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو"

ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں، ہر وہ شخص جو اپنے کو مسلمان کہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ پانچوں وقت بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہو جائے، اور خالق کائنات کی ہر لمحہ عنایات کا شکریہ ادا کرے،

اسلام نے جتنا اجتماعیت پر زور دیا ہے اتنا کسی مذہب نے نہیں دیا ہے، ہر مسلمان کے لئے یہ لازم ہے کہ پانچوں وقت کی نماز جماعت سے پڑھے، اس طرح رات اور دن میں پانچ مرتبہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو روزانہ دیکھتا ہے، صحابۂ کرام کے دور مبارک میں اگر کوئی مسلمان مسجد میں نہیں آتا تھا تو لوگ سمجھتے تھے کہ وہ بیمار پڑ گیا ہے یا کہیں گیا ہوا ہے۔ اس طرح ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے محلہ کی مسجدیں چھوڑ کر اپنی بستی کی مرکزی مسجد میں جمعہ کے دن حاضر ہو اور سب مل کر ساتھ ہی نماز ادا کریں اور اس دن کو عید کے دن کی طرح منائیں، صبح سے نہانے دھونے میں لگ جائیں، صاف ستھرے کپڑے پہنیں، گنجائش ہو تو عطر لگائیں اور جامع مسجد میں جا کر امام کا خطبہ سنیں۔ اور پوری بستی کے مسلمانوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کریں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کو عید کا دن کہا ہے، بڑے افسوس کی بات ہے کہ مسلمان موجودہ دور میں ان سب چیزوں سے لاپرواہی برتنے لگا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کو اس دن کی اہمیت سمجھائی جائے

اگر مسلمانوں نے اس طرح اپنے فرائض سے غفلت اور سستی برتنی شروع کردی تو پھر بتلایئے کہ مسلمانوں اور کافروں میں فرق ہی، کیا رہ جائیگا؟

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اپنے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے کی اچھی طرح توفیق عطاء فرمائے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَلَّمَنَا مَالَمْ نَکُنْ نَّعْلَمْ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَکْرَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِ
امابعد: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ______
اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ہ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ
مَالَمْ یَعْلَمْ ہ

صدرِ محترم، حضراتِ اکابر، دوستو اور بھائیو!
کسی شاعر نے کہا ہے

علم وہ دولت ہے جو لٹتی نہیں
خرچ کرنے سے کبھی گھٹتی نہیں

محترم بزرگو! روشنی کسے پسند نہیں؟ شبِ تاریک میں ماہتاب، اندھیرے کمرے میں قمقمے کسے اچھے نہیں لگتے؟ ٹھیک یہی بات علم پر صادق آتی ہے، وہ کون سی چیز تھی جس نے آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے افضل بنا دیا؟

وہ کونسی طاقت ہے جو انسان کو اشرف المخلوقات بنائے ہوئے ہے ؟ وہ علم ہے !

بھائیو اور دوستو ! ہم مسلمان ہیں اللہ اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں ، واقعہ یہ ہے کہ اگر ہم علم نہیں رکھتے تو ہم مسلمان ہو نہیں سکتے مسلمان اور جاہل رہے ؟ مسلمان اور ان پڑھ ہو یہ ہو نہیں سکتا ، اللہ کی کتاب میں علم کی عظمت جگہ جگہ بیان کی گئی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۔

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے " کہہ دیجئے کہ کیا اہل علم اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں ؟ عقلمند ہی نصیحت پکڑتے ہیں "

محترم دوستو ! علم سے مراد کیا ہے ؟ کیا دنیاوی علم یا اخروی علم واقعہ یہ ہے کہ علم کوئی بھی ہو انسان کو عزت دیتا ہے ، انسان علم ہی سے کمال پاتا ہے ۔ فوج ، لاؤ لشکر اور مال و دولت اسے واقعتاً عزت نہیں دیتے اس لئے ہر انسان کو چاہئے کہ وہ علم کے حصول کے لئے سرگرم رہے ، آپ اگر دنیاوی علم حاصل کرتے ہیں تو دنیا میں کامیاب رہتے ہیں اور اگر دینی علم حاصل کریں گے تو آخرت کی کامیابی آپ کا قدم چومے گی ۔

محترم دوستو ! اگر آپ کچھ عقل والے ہیں ۔ اگر آپ میں کچھ بھی دانشمندی

ہے تو آپ علم کے حصول کے لئے دوڑیں. خصوصاً دینی علم حاصل کریں ،
چاہے آپ کو کتنی ہی تکلیف اٹھانی پڑے. مصائب جھیلیں. تکلیف اٹھائیں
راتوں کو نیند خراب کریں اور دیگر زحمتیں برداشت کریں پھر بھی علم کے
حصول سے نہ بھاگیں، اسی میں کامیابی ہے.

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو علم کے حصول کی خصوصاً
علم دین کے حصول کی توفیق عطا فرمائے آمین.

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابل میراث پدر کیونکر ہو

عدل وانصاف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی الْعَادِلُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّ الْکَامِلِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ سَلَکُوْا عَلٰی سَبِیْلِ الْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اما بعد: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ○

جناب صدر اور محترم حاضرین!

ابھی ابھی میں نے آپ کے روبرو دو آیتیں تلاوت کی ہیں انکا ترجمہ یہ ہے۔

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ عدل وانصاف اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے"

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اور کسی قوم کی عداوت تمہیں اس گناہ پر آمادہ نہ کرے کہ تم اس کے ساتھ انصاف نہ کرو، تم (ہر حال میں) انصاف کرو، یہی چیز

تقوی کے زیادہ قریب ہے"

محترم حاضرین!

واقعہ ہے کہ آج دنیا میں جتنا فساد پھیلا ہوا ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ حضرت انسان سے عدل کی صفت رخصت ہو رہی ہے، جب انسان حق و باطل کی تمیز چھوڑ دے اپنے ضمیر کی آواز پس پشت ڈال دے. ظلم و ناانصافی پر کمر باندھ لے، اپنے بے جا پندار اور غلط وضعداری کے چکر میں عدل کے تقاضوں کو بھول جائے، وہ یہ نہ سوچے کہ کیا کرنا ٹھیک ہے تو اس کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے کہ دنیا شر و فساد کی آماجگاہ بن جاتی ہے، صفحۂ ارض پر انارکی، بدامنی، بے اطمینانی کا راج ہوتا ہے، انسان کا حال کچھ عجیب سا ہے. اگر ظلم و ستم اور تشدد پر اتر آتا ہے تو اپنے ہی بھائی بندوں کو آرے سے چیر ڈالتا ہے، اور نرمی پر اتر آتا ہے تو پانی کے جراثیم، زمین پر چلنے والے کیڑے مکوڑے، زہریلے سانپ، اور کھیتوں کو ویران کرنے والے جانوروں کی حفاظت میں مذہب سمجھنے لگتا ہے. حد یہ ہے کہ پانی کے ننھے ننھے جراثیم کے بچاؤ کے لئے پانی چھانتا ہے، ہوا میں اڑنے والے جراثیم کے لئے منہ پر کپڑا باندھتا ہے.

اگر خواہشات نفسانی پوری کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے تو چاہتا ہے کہ سارے جہاں کی حسینائیں اس کا آغوش گرم کریں اور ترک خواہشات کی طرف توجہ کرتا ہے تو دنیا سے دور پہاڑوں کے غاروں میں جنگل کی تنہائیوں میں اپنا مسکن بنا لیتا ہے۔

مگر اسلام اس طرز زندگی کا سخت مخالف ہے اسلام کا کہنا ہے کہ تم عدل اختیار کرو، منہج کی راہ چلو، اس راہ پر گامزن ہو جو سیدھی ہو، اس بات کا فیصلہ کرو جو حق ہو۔ اسی کام کے لئے جان کی بازی لگاؤ جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہو۔

تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں نے اس پر عمل کر کے دکھا دیا تھا انھوں نے اسلامی قانون کے مطابق ایسے ایسے فیصلے کئے ہیں کہ انھوں نے بادشاہ وقت، حکام زمانہ تک کی پرواہ نہ کی دوست اور دشمن، کافر و مسلم، اپنے اور پرائے میں تمیز نہ کی۔

آج بھی ہم کامیابی اسی وقت پا سکتے ہیں جب ہم عدل کا دامن پکڑ لیں، اس کے بغیر کامیاب ہونا اور پھر سے بام عروج پر پہونچنا ممکن نہیں ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو عدل کے راستہ پر چلائے

آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دم تقریر تھی مسلم کی صداقت بیباک
عدل اسکا تھا قوی، لوث مراعات سے پاک

اخلاص

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَزَیَّنَہٗ بِصِفَۃِ الْخُلُوْصِ وَالْاِحْسَانِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الشَّرِیْعَۃِ وَالْقُرْاٰنِ امابعد: قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ

(سورۂ بینہ)

محترم بزرگو اور دوستو!

ابھی ابھی میں نے آپ کے سامنے کلام پاک کی ایک آیت تلاوت کی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔

"لوگوں کو نہیں حکم دیا گیا ہے مگر اس بات کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لئے دین کو خالص رکھیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں یہی مضبوط دین ہے"۔

انسان اس دنیائے آب و گل میں بھیجا گیا۔ وہ ظالم تھا تو عادل بھی تھا وہ جاہل تھا تو عالم بھی تھا، انسان کی تخلیق کچھ عجیب ڈھنگ سے ہوئی، خالق کائنات نے اس میں گوناگوں خصلتیں رکھ دیں اگر خدا کے انکار پر اترآیا تو فرعون وشداد بن گیا، اور اگر اطاعت پر اترآیا تو فرشتوں سے بھی بازی لے گیا۔

آپ اپنے ماحول پر نظر ڈالیں گے تو قدم قدم پر خالق کائنات کی عجوبہ کاریاں آپ کو تعجب میں ڈال دیں گی۔

انسان کس طرح سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرتا ہے اور کس طرح نہیں: قرآن مجید میں اس سلسلہ میں بہت کچھ کہا گیا ہے لیکن اگر اس کا خلاصہ چند الفاظ میں ادا کیا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے احکام پر دل سے عمل کرتا ہے تو وہ رضائے الٰہی کا مستحق ہے اور اگر اس کے احکام پر عمل نہیں کرتا ہے یا کرتا ہے لیکن دل سے عمل نہیں کرتا ہے بلکہ دکھاوے کے لئے کرتا ہے تو اسے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل نہیں ہو سکتی۔

یوں سمجھئے کہ جس طرح دال بے نمک بے کار ہوتی ہے چاہے اسے کتنی اچھی طرح پکایا جائے اسی طرح انسان کا عمل بے کار ہو جاتا ہے اگر وہ خلوص کے ساتھ نہ کیا جائے۔ آپ سینکڑوں روزے رکھ جائیں لاکھوں رکعت نمازیں پڑھ لیں، اپنا تمام مال غریبوں پر تقسیم کر دیں، ہر سال حج کرلیں مگر آپ کے دل میں اخلاص نہ ہو ۔ تمام کام دکھاوے کے لئے

کرتے ہوں، اپنے کو مولوی، حافظ، حاجی، نمازی اور شریف آدمی کہلانے کے لئے کرتے ہوں تو یقین رکھیں کہ ہمارے اور آپ کے یہ اعمال آخرت میں ہرگز مقبول نہ ہوں گے، آپ کی دو رکعت نماز اگر اخلاص سے پڑھی گئی تو اس عابد کی لاکھوں رکعتوں سے افضل ہوگی جو کہ دکھا دے کے لئے پڑھی ہو۔ آپ ایک پیسہ کسی محتاج کو دیتے ہوں خلوص قلب سے ہو اس امیر کی دولت پر بھاری ہوگا جو لاکھوں روپے اپنی شہرت کیلئے بانٹ دے۔

الغرض: میرے بھائیو! یاد رکھو اخلاص وہ سکہ ہے جو ہر جگہ چلتا ہے، یقین رکھئے کہ شہرت کی غرض سے کوئی کام کرنا انسان کو وقتی شہرت تو بخشتا ہے مگر دوامی کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو ہمیں چاہئے کہ خلوص دل سے دین کا کام کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور جمیع حاضرین کو اخلاص کی توفیق دے اور ایمان پر قائم رکھے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

جرأت و شجاعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ رَافِعِ الظُّلْمِ وَالشُّرُوْرِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ ذِی الْجُرْءَۃِ وَالشُّعُوْرِ اما بعد: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا۔

محترم حاضرین!

اسلام دین فطرت ہے، اس کا مقصد انسانی زندگی کو سنوارنا ہے، وہ نہ تو یہ کہتا ہے کہ ہر جگہ تشدد سے بچے، اور نہ تو یہ کہتا ہے کہ عدم تشدد کو نظریۂ زندگی بنا لیا جائے، واقعہ یہ ہے کہ ہر چیز اپنے وقت پر مفید ہوتی ہے، تواضع، خاکساری، درگذر اور بردباری بھی ایک وصف ہے اور ایسی صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان صفات سے آراستہ انسانوں سے خوش رہتا ہے، اس کے ساتھ ہی ساتھ ثابت قدمی، جرأت، ہمت، بہادری بھی ایک ایسی صفت ہے جو انسان کو شہید بنا دیتی ہے یا غازی، کامیابی کی ان بلندیوں پر پہونچا دیتی ہے جہاں بزدلی کا گذر تک نہیں، یہی جرأت و ہمت تھی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے سامنے

کھڑا کر دیا، یہی جرأت تھی جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابھارا کہ وہ بتوں کو پاش پاش کر دیں، یہی جرأت تھی جس نے پیغمبر آخر الزماں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کی سنگلاخ سرزمین پر کفار کے نرغہ میں اعلان حق کرایا۔ سوچئے تو ذرا کہ اگر مسلمانوں میں جرأت و ہمت اور جوانمردی نہ ہوتی تو کیا وہ بدر میں تین سو تیرہ ۳۱۳ ہوتے ہوئے ایک ہزار کفار کا مقابلہ کر سکتے، کیا اگر عزم و حوصلہ اور شجاعت و بسالت کا جذبہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ رض اور دیگر صحابہ کرام میں نہ ہوتا تو وہ ایران اور روما کا تختہ الٹ سکتے تھے؟ نہیں اور سو بار نہیں۔

قرآن جس طرح ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، جو عفو در گذر سے کام لیں، جو غصہ پی جائیں جو کسی کی گالی سنکر برداشت کر لیں، جو کسی کی غلطی معاف کریں، اسی طرح قرآن ان لوگوں کی بھی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو خدا کی راہ میں پورے عزم کے ساتھ لگ جائیں، دشمن چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوں، تیروں کی بارش ہو رہی ہو، پھر بھی مسلمان کو پشت پھیر کر بھاگنا نہیں ہے ان لوگوں کی بڑی مذمت کی گئی ہے جو دشمن کے مقابلہ سے میدان چھوڑ کر بھاگ آئیں۔

محترم دوستو! آج کے زمانہ میں جبکہ ہم ایک ہنگامی دور سے گذر رہے ہیں، فسادات کے بگولے ملک کے گوشہ گوشہ اور

دیش کے ہر ہر خطہ میں ناچ رہے ہیں، ایسے دور میں ہمارے اندر جرأت کا وہ عظیم خزانہ پیدا ہو جانا چاہئے جو ہمیں ہر موقع پر ثابت قدم رکھے اور دشمن کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ مسلمان گاجر مولی نہیں ہیں کہ جب چاہیں انہیں چاقو سے کاٹ کر پھینک دیں، بلکہ یہ وہ سمندر کی لہریں ہیں جنہیں روکا نہیں جا سکتا یہ وہ تناور درخت ہیں کہ جنہیں باد و باراں اور طوفان اپنی جگہ سے ہٹا نہیں سکتے یہ وہ آہنی ستون ہیں جنہیں ہلایا نہیں جا سکتا۔

ہم اگر اپنے اندر اتنا عزم و ثبات، اتنا پختہ ارادہ کر لیں تو یقین رکھئے کہ ہمیں اپنے مقام سے کوئی طاقت ہٹا نہیں سکتی ا ... بغیر اتنا حوصلہ رکھے ہوئے آپ اللہ کی مدد کی امید نہ رکھئے، اگر بدر کے میدان میں تین سو تیرہ انسان عزم و حوصلہ کی چٹان نہ بن گئے ہوتے تو مکہ کی آہن پوش فوجیں مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ میں ہمارے اسلاف کا عزم و ثبات پیدا کر دے، آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

آخرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ وَلَا یَزَالُ وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ صَاحِبِی الْکَمَالِ، امابعد :- فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّۃِ خَالِدِیْنَ فِیْھَا وقال اللّٰہ تعالٰی اَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ.

محترم حاضرین! ابھی ابھی میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کی دو آیتیں پڑھی ہیں اس کا سادہ سا ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ خوش قسمت ہیں وہ جنت میں ہیں، اسی طرح جو لوگ بدبخت ہیں وہ جہنم میں ہیں۔

اس دنیائے رنگ و بو میں جب انسان آنکھیں کھولتا ہے تو دنیا اسے چاروں طرف سے گھیرنا شروع کر دیتی ہے جس طرح

کنویں کا مینڈک یہ سمجھتا ہے کہ اس کی دنیا کنواں ہے، اس طرح کم عقل انسان یہ باور کرلیتا ہے کہ اسے ہمیشہ اسی دنیا میں رہنا ہے، اور اگر بالفرض کبھی مرنا بھی ہوگا تو پھر فنا ہو جائے گا، ہڈیاں خستہ ہو جائیں گی، جسم کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور اس سے اس دنیا کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا جائے گا۔

مگر اس دنیا میں انبیاء علیہم السلام تشریف لائے، انھوں نے بتایا کہ تمہارا یہ تصور انتہائی غلط ہے، یہ دنیا امتحان گاہ ہے۔ یہاں تم آزمانے کے لئے بھیجے گئے ہو، یہاں کی تمہاری ہر حرکت اور ہر سکون کا حساب ہوگا، اگر اس دنیا کے رہنے والے انسان نیک عمل کریں گے، صحیح راستہ پر چلیں گے، حق و صداقت کے علمبردار رہیں گے خالق کائنات کے احکام کے مطابق اپنی زندگی گذاریں گے تو پھر مرنے کے بعد کامیابی ان کا قدم چومے گی، اور اگر اس دنیا کا بسنے والا انسان سرکشی اور غرور کے راستے پر چلے گا، خداوند قدوس کے احکام کی نافرمانی کرے گا اللہ کی بنائی ہوئی زمین پر اکڑ کر چلنا چاہے گا، ظلم و ستم کی چنگاریوں سے اپنے بھائیوں کو جلانا چاہے تو ایک دن آئے گا جب اسے اپنے کئے کا حساب دینا ہوگا جب اس سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں دو دو ہاتھ دئے گئے تھے تاکہ تم کسی کمزور کی امداد کرو، تمہیں دو دو آنکھیں دی گئی تھیں تاکہ تم غلط اور صحیح کی تمیز کر سکو، تمہیں دو پیر دئے گئے تھے تاکہ تم خدا کی عبادت کے لئے مسجدوں میں جاؤ، تمہیں عقل دی گئی تھی

تاکہ تم باطل طاقتوں کی مکاریوں کو شکست دے سکو اور حق کی آواز کو بلند کرو۔ کیا تم لوگوں نے ایسا کیا؟ اگر ایسا نہ کیا تو یاد رکھو کہ پھر جہنم کی یہ دہکتی ہوئی آگ ہے، اس میں تمہیں ڈالا جائے گا۔

محترم دوستو! اس دنیا میں چند دن رہنا ہے، بادشاہ ہو یا فقیر، سرمایہ دار ہو یا مزدور، قوی ہو یا کمزور، عقلمند ہو یا بے وقوف، مرد ہو یا عورت، سب کو ایک دن یہ دنیا چھوڑنی ہے، یہاں کا سیم وزر، مال و دولت، جائداد و زمین، دکان و کوٹھیاں کوئی آپ کے ساتھ نہیں جائے گا۔ ہمیں یہ سب چھوڑ کر ایک ایسی جگہ جانا ہے جہاں ہمارے نیک اعمال ہی کام دیں گے، چند پیسے جن کے ذریعہ ہم نے کسی غریب کی مدد کی ہے، چند رکعتیں نماز جو ہم نے خلوص نیت سے ادا کی ہے، چند میٹھی باتیں جو ہم نے کسی مجبور و بے کس کو اطمینان دلانے کے لئے کی ہیں، یہی چیزیں ہمارے کام آئیں گی، اور دنیا کا تمام ساز و سامان ہمارے لئے بے کار ہو گا۔
سچ کہا ہے کہنے والے نے

ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا
قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا
کیا بدھیا، بھینسا، بیل، شتر، کیا گونی پلا سر بھارا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا

محترم دوستو! جب موت آئے گی تو آپ کو ایک منٹ کیا

ایک سکنڈ کی بھی فرصت نہیں دے گی۔

دوستو! ہمیں اس وقت کے آنے سے پہلے تیار ہو جانا چاہیے اور اپنا ٹھکانا ایسی جگہ بنانا چاہیے کہ ہمیشہ آرام و سکون سے رہیں، وہ جگہ جنت ہے، جو مرنے کے بعد ملے گی۔ اس کے بعد والی زندگی کا نام آخرت ہے جو آخر میں آئے گی۔ اگر ہم نے اللہ کی مرضی پر اپنے کو چلایا ہے تو ہم خوش قسمت رہیں گے، اور اگر ہم غلط راستے پر چلے ہیں تو بد قسمت کہلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو صحیح راستے پر چلائے اور آخرت میں جنت ہمارا ٹھکانا بنائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبۂ صدارت

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی ہُوَ مُقَدِّرُ الشُّہُورِ وَالاَعوَامِ اَحمَدُہٗ حَمدًا کَثِیرًا طَیِّبًا عَلَی الدَّوَامِ وَاَشہَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشہَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَولَانَا مُحَمَّدًا رَحمَۃُ الاَنَامِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ اما بعد قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ سَیِّدُ القَومِ خَادِمُہُم

محترم حاضرین! میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ لوگوں نے جو اعزاز مجھے بخشا ہے اس پر آپ لوگوں کا شکریہ ادا کروں یا آپ لوگوں سے اس کی شکایت کروں، میں اپنی کم عقلی اور کم علمی، بے مائگی اور کوتاہ فہمی پر نظر ڈالتا ہوں تو بے ساختہ جی چاہتا ہے کہ میں آپ لوگوں سے عرض کروں کہ اتنے بڑے کام کی ذمہ داری ایک کم علم شخص کو سونپ دینا کون سی خوبی کی بات ہے، اور جب اس بڑے اعزاز کی طرف میری نظر جاتی ہے جو آپ لوگوں نے مجھے بخشا ہے تو جی چاہتا ہے کہ آپ لوگوں کا شکریہ ادا کروں۔

مجھے اقرار ہے کہ میں اس منصب جلیلہ کے لائق نہیں تھا مگر جب آپ لوگوں نے یہ ذمہ داری میرے سر ڈال دی ہے تو اب یہ اچھی بات نہ ہوگی کہ میں اس ذمہ داری سے سبکدوشی کے لئے ہاتھ پیر ماروں، لیکن اب آپ لوگوں سے میں یہ گذارش ضرور کرونگا کہ میری اس ذمہ داری کے نباہنے میں پورا پورا ہاتھ بٹائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق اور آپ لوگوں کا تعاون رہا تو امید ہے کہ میں اپنی ذمہ داری کو بخوبی انجام دے سکوں گا۔

فقط

وقت فرصت ہے کہاں، کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ..... ابھی باقی ہے

درود شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُنْفَرِدِ بِاِسْمِہِ الْاَسْمٰی۔ اَلَّذِیْ لَیْسَ دُوْنَہٗ وَلَا وَرَاءَہٗ مَرْمٰی وَوَسِعَ کُلَّ شَیْءٍ رَحْمَۃً وَّعِلْمًا۔ وَبَعَثَ لَنَا رَسُوْلًا اَعْطَاہُ عِلْمًا وَّفَهْمًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً تَنْمُوْ وَتَنْمٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (احزاب)

اَمَّا بَعْدُ فَیَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ

قبل اس کے کہ میں آپ لوگوں کے سامنے درود کے بارے میں کچھ عرض کروں آپ ایک مرتبہ درود شریف پڑھ لیں، تاکہ آپ کے دلوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

تازہ ہو جائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ

محترم بزرگو! دنیا کفر و شرک کی تاریکیوں میں گھری ہوئی تھی انسانیت ظلم و ستم کے اثرات سے کراہ رہی تھی، ایسے وقت میں مکہ کی سرزمین پر رحمت الٰہی کا ظہور ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کو مبعوث فرمایا جو آخری نبی اور ختم الانبیاء تھا، جس کے سر اقدس پر اشرف الانبیاء کی کلاہ موزوں تھی۔

دنیا نے دیکھا کہ مکہ کی گلیوں سے اٹھنے والی یکتا و تنہا آواز صرف تیئیس سال کی مدت میں ربع مسکون عالم سے بھی آگے بڑھ گئی، بھٹکے ہوئے انسان راستہ پا گئے، کفر و شرک کی تاریکیوں میں ہاتھ پیر مارنے والا انسان اجالے میں آگیا اور دنیا نے جان لیا کہ حق کیا۔ ہے اور باطل کیا ہے۔

یہ نعمت صرف اس کے وجود تک محدود نہ تھی، اس آفتاب کی کرنیں صرف اسی زمانہ تک ضو فشانی نہیں کر رہی تھیں، بلکہ آج بھی اس کی روشنی دلوں کی تاریکیوں کو کافور کر رہی ہے۔

خدانخواستہ اگر اس مکی و مدنی آقا کا وجود مسعود اس دنیا میں نہ ہوتا تو ہم کفر و شرک کی تاریکیوں میں بھٹکتے رہتے، اتنا بڑا احسان جو اس ذات گرامی نے ہم پر کیا ہے اس کا معاوضہ ہم کیا دے سکتے ہیں۔ ہاں ہم اس کی احسان مندی کے اظہار کے لئے

چند الفاظ ضرور کہہ سکتے ہیں جو اس ذات گرامی نے ہمیں بتائے ہیں انھیں الفاظ کو درود شریف کہا جاتا ہے۔

درود شریف کے فضائل بے شمار ہیں، اللہ جل شانہ خود ہی ارشاد فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجو، خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

"جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا"

امام ترمذی اپنی کتاب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہوگا۔

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اس شخص کی ناک خاک آلود ہو کہ میرا ذکر اس کے سامنے کیا جائے، اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"

الغرض احادیث میں درود شریف کی بہت زیادہ فضیلت

آئی ہے، امت محمدیہ میں تقریباً تمام فرقوں کا اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود جتنا بھیجا جائے اتنا ہی ثواب زیادہ ہوگا آیئے آخر میں ہم اور آپ ایک بار اور درود پڑھ لیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو درود پڑھنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے، اور شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی رحمت سے ہم تمام مسلمانوں کو نواز دے۔

اٰمین یارب العٰلمین

وما علینا الا البلاغ

جب انساں تھا دیدت جاہل ۔۔۔ دنیا تھی اللہ سے غافل

اس دم بن کر دین کے حامل ۔۔۔ آئے اک انسان مکرم

کون؟ محمد، سرور عالم

صلی اللہ علیہ وسلم

(کوثر اعظمی)

پندرہ اگست

(یوم آزادی)

آزاد ہندوستان کی تاریخ میں دو دن یادگاری حیثیت اور قومی اہمیت رکھتے ہیں، ایک پندرہ اگست کا دوسرا ۲۶ رجنوری، ۱۵ ر اگست کو ہندوستان آزاد ہوا اور ۲۶ رجنوری کو ہندوستان جمہوریت بنا آج پندرہ اگست ہے ہندوستان کی آزادی کی سالگرہ، ۱۵ ر اگست ۱۹۴۷ء کو سرزمین ہند پر وہی سورج طلوع ہوا تھا جو کہ آج طلوع ہوا ہے، لیکن اس وقت سورج کی کرنیں ایک نئی صبح کا پیغام لائی تھیں۔ یہ صبح وہی صبح تھی جس کے ظہور سے غلامی کی رات کا اندھیرا ختم ہوا جو ڈیڑھ سو برس طویل مدت پر محیط تھا۔

اسی رات تہذیب کے خود ساختہ گورے ٹھیکیداروں کو ہم نے پھول سے معصوم شہزادوں کا خون پیتے دیکھا اسی رات بیٹوں کا سر کاٹ کر طشت میں سجا کر باپ کے سامنے پیش کئے گئے اسی طرح ایک رات میں ہنرمند اور ماہر استاد کاریگروں کے

ہاتھ قلم ہوئے اور انگوٹھے قطع کئے گئے، اور کسانوں کی زمینیں چھین کر ان کو در بدر کی ٹھوکریں کھانے کے لئے چھوڑ دیا گیا۔

اس تاریک رات کی جلد صبح ہو اس کے لئے ہم نے کون سے جتن نہیں کئے، سازشیں اور بغاوتیں کیں، آزاد حکومتوں کی تشکیل کی، مزاحمتی تحریکیں چلائیں، جان و مال کی قربانی دی، وہ سب کیا جو حصول آزادی کے لئے ناگزیر ہوتا ہے لیکن جب اس بھیانک رات کی صبح ہوئی تو جس خون نے جلیانوالہ باغ کی مٹی کو شفق کی سرخی سے ہم عناں کر دیا تھا اس کی لالی رخصت ہو چکی تھی، وطن کا اتحاد پارہ پارہ تھا، امن و سکون غارت ہو چکا تھا، گلشن تاراج تھا، پھولوں کی پتیاں اور پنکھڑیاں بکھری تھیں اور بلبلیں کہیں دکھائی نہیں دیتی تھیں۔

یہ بات انسانی فطرت کے خلاف نہیں کہ اگر جنگ آزادی کے فائدوں سے لوگ محروم رہیں تو ان کا دلی اطمینان اور قلبی سکون جاتا رہتا ہے اور دور غلامی کو یاد کر کے آہیں بھرنے لگتے ہیں اس دور کے اطمینان و فراغت اور خوشحالی کا تصور ان کو تڑپا دیتا ہے اور اسے آزادی کے بعد کے انتشار و اضطراب سے ہزار درجہ بہتر سمجھنے لگتے ہیں، لیکن ایسے لوگ وہ ہوتے ہیں جن کو آزادی سے کوئی وابستگی نہیں ہوتی اور جن کے سامنے حقیقت میں حصول آزادی کا کوئی مقصد نہیں ہوتا، وہ خود تو ہاتھ ہلانا نہیں چاہتے

لیکن چاہتے ہیں کہ سب کچھ حکومت کر دے، پھر جب ان کی بے عملی کے نتائج ان کے سامنے آتے ہیں تو حکومت اور زمانہ کو ہدف تنقید بناتے ہیں۔

طریقہ یہ ہے کہ آزادی بجائے خود کوئی مقصد نہیں ہوتی بلکہ ذریعہ ہوتی ہے، آزادی کے معنیٰ قاعدے قانون اور پابندیوں سے آزادی، نہیں آزادی کا مطلب یہ نہیں کہ ہر ضابطہ اور ہر قانون ختم ہو گیا، جو چاہیں کریں، کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں، ایسی آزادی نہیں مذاق ہے، اگرچہ آج اشوک، اکبر اور شاہجہاں کی سرزمین میں اس کے افسوس ناک مظاہرے بھی دیکھنے میں آرہے ہیں، آزادی جادو کی چھڑی بھی نہیں ہوتی کہ یکایک پلک جھپکتے ہتھیلی پر سرسوں جم جائے، اور آم کے گٹھلی سرسبز پودے میں تبدیل ہو جائے۔

آج پندرہ اگست کو ہم نے اپنی کامیابیوں اور ناکامیوں کا جائزہ لیا ۱۵ اگست ہمیں جشن شادمانی کا بھی دعوت دیتا ہے اس مدت میں ہم نے کامیابیاں بھی حاصل کی ہیں، آئیے ہم بھی شریک جشن ہوں اور اپنی پچھلی کامیابیوں کی خوشیاں منائیں۔

خدا حافظ

(الجمعیۃ دہلی)

مسلمانوں کا عروج وزوال

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْمُصْطَفٰی اما بعد: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُہَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ۔

ترجمہ :- (بلا شبہ ہمارے نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے)

جب سر میں ہوائے طاعت تھی ⁘ سرسبز شجر امید کا تھا
جب صرصر عصیاں چلنے لگیں ⁘ اس پیڑ نے پھلنا چھوڑ دیا،
اللہ کی راہ اب بھی ہے کھلی ⁘ آثار و نشاں سب قائم ہیں
اللہ کے بندوں نے لیکن ⁘ اس راہ پر چلنا چھوڑ دیا

ذرا آپ اس زمانہ کا تصور کریں، جب یکہ و تنہا ایک چالیس سالہ انسان نے اسلام کی آواز بلند کی اور صرف تیئیس سال میں وہ آواز اتنی دور پہونچ گئی کہ تاریخ اس کی مثال دینے سے قاصر ہے اور ابھی ایک صدی بھی نہ گذری تھی کہ ایک انقلاب، رونما ہوگیا، جو غریب تھے وہ امیر ہو گئے جو بے چارے چرواہے کہے جاتے تھے وہ مسند اقتدار پر متمکن ہو گئے، جنھیں دنیا والے اَن پڑھ بدو کہا کرتے

تھے، ان کا سیل رواں اتنی تیزی سے بڑھا کہ ربع مسکون عالم پر ان کے تہذیب وتمدن کا ڈنکا بجنے لگا جو تعلیم وتہذیب میں پچھلی صفوں میں تھے وہ امام بن گئے انھوں نے یہ ثابت کردیا کہ قرآن کا یہ اعلان اپنی جگہ درست تھا۔

اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ

بلاشبہ ہمارے نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے

مسلمانوں کے عروج کی داستان اتنی دلچسپ، حوصلہ افزا اور روح پرور ہے کہ آج بھی ان کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، علامہ اقبال نے کیا خوب کہا تھا۔

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

ایک وقت تھا جب مسلمانوں کی شوکت وسطوت اور رعب وہیبت کا ڈنکا بج رہا تھا، چار دانگ عالم میں ان کے عروج کی داستانیں برزبان تھیں، وہ نیک تھے راست باز تھے، صاحب صلاحیت تھے موجد تھے، محقق تھے، علم دوست تھے، اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ان کے دلوں میں خدا اور رسول سے اتنی محبت تھی کہ جتنی وہ اپنے مال و دولت، اہل وعیال سے بھی نہیں کرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ وہ جدھر رخ کرتے انھیں فتح ہی نصیب ہوتی، جس سرزمین پر قدم رکھتے وہ ان کے قدم چومنے کے لئے بے قرار نظر آتی

تھی، سچ کہا کہنے والے نے،

جدھر رخ کیا سلطنت زیر فرماں
جدھر آنکھ اٹھائی ممالک مسخر

مگر آہ! وہی قوم آج ذلیل وخوار ہورہی ہے، وہی اسلام کے نام لیوا آج پے درپے شکستیں کھارہے ہیں چین سے لے کر افریقہ کے ساحلوں تک جہاں دیکھئے مسلمان زندگی کے میدان میں شکستیں چلا جارہا ہے، آخر کیوں؟ کیا کبھی ہم نے اس کو بھی سوچا ہے؟

سوچئے اور سمجھئے! ظاہر ہے کہ جن صفات نے ہمیں ترقی کے منازل طے کرائے تھے، جن خوبیوں نے ہمیں بام عروج پر پہونچایا تھا، وہی خوبیاں اگر ہم پھر سے پیدا کرلیں تو یقین رکھئے کہ ہم سب جلد کامیاب ہوں گے، آخر میں وہی شعر پھر سن لیں تاکہ آپ کا ذہن پھر تازہ ہوجائے

جب سر میں ہوائے طاعت تھی ❖ سرسبز شجر امید کا تھا
جب صرصر عصیاں چلنے لگیں ❖ اس پیڑ نے پھلنا چھوڑ دیا
اللہ کی راہ اب بھی ہے کھلی ❖ آثار ونشاں سب قائم ہیں
اللہ کے بندوں نے لیکن ❖ اس راہ پر چلنا چھوڑ دیا

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ضمیمہ

مختصر تقریروں کا مجموعہ آپ کے نظر نواز ہوا، چھوٹے چھوٹے جملے
چنی آیتیں، منتخب اشعار ہمارے عزیز طلبہ کے لئے کتنے مفید ہوں گے یہ
تو تجربہ کے بعد ہی معلوم ہو سکتا ہے، اب تقریر و تحریر کے کچھ معیاری
نمونے مختلف کتابوں سے چن کر آئندہ صفحات میں دئے جا رہے ہیں
بہتر ہو تا کہ انھیں حفظ کر لیا جاتا، ہو سکتا ہے کہ اس کی افادیت آج
نہ سمجھ میں آئے مگر مستقبل اسکی افادیت پر یقیناً مہر قبولیت ثبت کر دیگا۔

(مؤلف)

ظہور قدسی

(از علامہ شبلیؒ)

چمنستان دہر میں بارہا روح پرور بہاریں آچکی ہیں چرخ
نادرہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اس سروسامان سے سجائی کہ نگاہیں
خیرہ ہو کر رہ گئیں ہیں۔

لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں

پیر کہن سال دہر نے کروڑوں برس صرف کر دئے، سیارگان فلک اس دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے، چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اس صبح جاں نواز کے لئے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا کارکنان قضا و قدر کی بزم آرائیاں، عناصر کی جدت طرازیاں، ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیاں، ابر و باد کی تردستیاں، عالم قدس کے انفاس پاک، توحید ابراہیم، جمال یوسف، معجزہ طرازی موسیٰ، جاں نوازی مسیح، سب اسی لئے تھے کہ یہ متاعہائے گراں شاہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کام آئیں گے،

آج کی صبح وہی صبح جاں نواز، وہی ساعت ہمایوں، وہی دور فرخ فال ہے، ارباب سیر اپنے محدود پیرایۂ بیان میں لکھتے ہیں کہ "آج کی رات ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے، آتشکدۂ فارس بجھ گیا، دریائے سادہ خشک ہو گیا"۔

لیکن سچ یہ ہے کہ ایوان کسریٰ نہیں بلکہ شان عجم، شوکت روم اوج چین کے قصر ہائے فلک بوس گر پڑے، آتش فارس نہیں بلکہ جحیم شر، آتشکدۂ کفر، آذرکدۂ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے،

صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی، بت کدے خاک میں مل گئے شیرازۂ مجوسیت بکھر گیا، نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے۔

توحید کا غلغلہ اٹھا، چمنستان سعادت میں بہار آگئی، آفتاب

ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں، اخلاق انسانی کا آئینہ پر تو قدس سے چمک اٹھا۔

یعنی یتیم عبداللہ، جگر گوشۂ آمنہ، شاہ حرم، حکمران عرب فرمانروائے عالم، شہنشاہ کونین عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف فرمائے عزت و اجلال ہوا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ

(ماخوذ سیرالنبی ج۱ اول)

ماہ ربیع الاول

(از مولانا آزاد)

ماہ ربیع الاول کا ورود تمہارے لئے جشن و مسرت کا پیغام عام ہوتا ہے۔ تم اپنا زیادہ سے وقت اس کی یاد میں، اسی کے تذکرہ میں اور اس کی محبت کی لذت و سرور میں بسر کرنا چاہتے ہو، پس کیا مبارک ہیں یہ دل جنھوں نے عشق و شیفتگی کے لئے رب السموات والارض کے محبوب کو چنا، اور کیا پاک و مطہر ہیں وہ زبانیں جو سید المرسلین رحمۃ للعالمین کی مدح و ثنا میں زمزمہ سنج ہو جائیں مگر کبھی تم نے اس حقیقت پر بھی غور کیا ہے کہ یہ کون ہے جس کی ولادت کے تذکرہ میں تمہارے لئے خوشیوں اور مسرتوں کا

ایسا عزیز پیغام آیا ہے۔

آہ! اگر اس مہینہ کی آمد تمہارے لئے جشن و مسرت کا پیام ہے کیونکہ اسی مہینہ میں وہ آیا ہے جس نے تم کو سب کچھ دیا تھا۔ تو میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کسی مہینہ میں ماتم نہیں، کیونکہ اس مہینہ میں پیدا ہونے والے نے جو کچھ ہمیں دیا تھا وہ سب کچھ ہم نے کھو دیا، تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی خبر ہے؟ ہاں تم کافوری شموں کی قندیلیں روشن کرتے ہو مگر اپنے دل کی اندھیاری دور کرنے کے لئے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈتے؟ تم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو مگر آہ! تمہارے اعمال حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے، تم گلاب کی چھینٹوں سے اپنے رومال اور آستین کو معطر کرنا چاہتے ہو مگر آہ تمہاری عظمت اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کی مشام روح یکسر محروم ہے کاش تمہاری مجلسیں تاریک ہوتیں تمہارے اینٹ اور چونے کے مکانوں کو زیب و زینت کا ایک ذرہ بھی نصیب نہ ہوتا، تمہاری آنکھیں رات بھر کی مجلس آرائیوں میں نہ جاگتیں، تمہاری زبانوں سے ماہ ربیع الاول کی ولادت کے لئے دنیا کچھ نہ سنتی مگر تمہاری روح کی آبادی معمور ہوتی، تمہاری دل کی بستی نہ اجڑتی، تمہارا طالع خفتہ بیدار ہوتا، تمہاری زبانوں سے نہیں تمہارے اعمال حسنہ سے اسوۂ حسنہ نبوی کی مدح و ثنا کے ترانے اٹھتے،

تم اس کے آنے کی خوشیاں مناتے ہو مگر تم نے اس مقصد کو فراموش کر دیا جس کے لئے وہ آیا تھا۔ یہ ماہ اگر خوشیوں کی بہار کا ہے تو صرف اس لئے کہ اسی مہینہ میں دنیا کی خزان ضلالت ختم ہوئی اور کلمۂ حق کا موسم ربیع شروع ہوا، پھر آج اگر دنیا کی عدالت موسم ضلالت کے جھونکوں سے مرجھا گئی ہے تو اے غفلت پرستو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ بہار کی خوشیوں کی رسم تو مناتے ہو مگر خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے؟

وہ جو کچھ لایا اس میں غمگین کی چیخ نہ تھی، ماتم کی آہ نہ تھی، ناتوانی کی بے بسی نہ تھی، اور حسرت و مایوسی کا آنسو نہ تھا بلکہ تکبیر شادمانی کا غلغلہ تھا، جشن و مراد کی بشارت تھی۔ طاقت و فرمانروائی کا اقبال تھا، زندگی و فیروزمندی کا پیکر و تمثال تھا، فتح مندی کی ہمیشگی تھی، اور نصرت و کامرانی کی دائمی

لیکن آج جبکہ تم عید میلاد کی مجلسیں منعقد کرتے ہو تو تمہارا کیا حال ہے؟ وہ تمہاری نعمت و کامرانی کہاں؟ جو تمہیں سونپی گئی تھی، وہ تمہاری روح حیات تمہیں چھوڑ کر کہاں چلی گئی جو تم میں پھونکی گئی تھی، آہ تمہارا خدا تم سے کیوں روٹھ گیا؟ کیا خدا کا وعدہ سچا نہیں؟ کیوں وہ اپنے قول کا پکا نہیں؟ ...... آہ نہ تو اس کا وعدہ جھوٹا تھا نہ اس نے اپنا رشتہ توڑا۔ یہ تم ہی ہو تمہاری ہی محرومی اور بے وفائی ہے جس نے پیمان وفا کو توڑا اور خدا کے مقدس رشتہ کی

عظمت کو اپنی غفلت و بد اعمالی اور غیروں کی پرستش و بندگی سے بٹہ لگایا۔

خدا اب بھی غیروں کے لئے نہیں بلکہ صرف تمہارے ہی لئے ہے، بشرطیکہ تم بھی غیروں کے لئے نہیں بلکہ صرف خدا کیلئے ہو جاؤ۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ

(ولادت نبوی)

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرْ
مِنْ وَجْہِکَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(حافظ)

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی
سلام اے ظلِّ رحمانی سلام اے نور یزدانی
ترا نقش قدم ہے زندگی کی لوح پیشانی

(حفیظ جالندھری)

اے کہ ترے جمال سے ہل گئی بزم کافری
رعشۂ خوف بن گیا رقص شان آذری

اے کہ ترے بیان میں نغمۂ صلح و آشتی
اے کہ ترے سکوت میں خندۂ بندہ پروری

چشمہ ترے بیان کا غار حرا کی خامشی
نغمہ ترے سکوت کا نعرۂ فتح خیبری

(جوش ملیح آبادی)

ایک شاہکار تحریر

(از مولانا آزاد)

زمین پر درختوں کے جھنڈ ہیں جو ہوا سے ہلتے ہیں کنکر و پتھر کے ڈھیر ہیں جن کو ٹھوکریں پامال کرتی ہیں، خس و خاشاک کے انبار ہیں جن کو آندھی اڑا لے جاتی ہے، اسی طرح انسان کی بھی ٹولیاں اور بستیاں ہیں جو اگرچہ دیکھتا اور سنتا ہے، سوچتا اور ارادہ کرتا ہے لیکن جب حوادث امنڈتے ہیں واقعات و تغیرات بہنے لگتے ہیں تو اپنی تمام ارادی اور ادراکی قوتوں کو خیرباد کہہ دیتا ہے اور پھر درخت کی طرح گر کر، پتھر کی طرح لڑھک کر، خس و خاشاک کی طرح آناً فاناً بہہ جاتا ہے۔

مقام انسانیت کا منارہ بہت ہی بلند ہے لیکن اس کی دیواریں جمادات کی سطح ہی سے بلند ہوئی ہیں، اس لئے اگر اس کی چوٹی گر گئی تو وہیں پہونچے گی جہاں سے بلند ہوئی تھی، قرآن کریم نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ
ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ ۔

آخری منزل

(از مولانا آزادؒ)

اور پھر آخری منزل آجائے، قید و بند کی پکار ہو اور طوق و زنجیر استقبال کریں۔

"جرس فریاد می دارد کہ بر بندید محملہا"

تو ایسا ہو کہ ہزاروں قدم اس کے لئے مضطربانہ دوڑیں ہزاروں ہاتھ اس کے لئے والہانہ بڑھیں، ہزاروں دل اس کی طلب و شوق سے معمور ہو جائیں، وہ عیش و نشاط کی پکار ہو کامرانی و مراد کی بخشش ہو، فتح و اقبال کا نشان ہو، ہر انسان اس کے لئے آرزوئیں کرے ہر دل اس کے لئے رشک کھائے۔ اور ہر روح میں اس کے لئے بے قراری سما جائے۔ قید کرنے والے

قید کرتے کرتے تھک جائیں، لیکن قید ہونے والے قید ہونے سے نہ اکتائیں، ہتکڑی پہنانے کے لئے ہاتھ نہ ملیں لیکن ہتکڑی پہنے والے ہاتھوں کی کمی نہ ہو، یہاں تک کہ ہندوستان کے جیل خانوں میں ایک نئی بستی زندانیان حق کی آباد ہو جائے اور اس کی کوٹھریوں اور محنت خانوں میں چوروں اور ڈاکوؤں کے رکھنے کے لئے جگہ باقی نہ رہے!

کامیابی کی شاہراہوں پر

از نعیم صدیقی

صلح حدیبیہ (۶ھ ہجری) کے اگلے سال مسلمانوں کا لشکر اسی کعبۃ اللہ کی زیارت کے لئے جاتا ہے جس کے نظارہ سے ان کو محروم کر دیا تھا، جو کل اس سرزمین سے نکالے گئے تھے آج ایک اور ہی عالم میں یہاں داخل ہو رہے تھے نظام حق کے ان داعیوں کو جب مکہ کا مجمع دیکھ رہا ہو گا تو مردوں، عورتوں اور بچوں پر کیسے اثرات پڑ رہے ہوں گے، کیسے خیال آتے ہوں گے، یہ اسی دین کی فصل ہے جس نے مکہ سے آغاز کیا تھا، اور پھر غار حرا، خانۂ ارقم، شعب ابی طالب، دارالندوہ اور غار ثور کے تاریخی مقامات ان کے سامنے سر اٹھا اٹھا کر کہتے ہوں گے کہ دیکھو نیکی کی یہ

طاقت کتنی عظیم ہے اور اس کے مقابلے میں کتنے فرد تر ہو کر رہ گئے ہیں
مکہ کی گلیوں کے ذرے تڑپ کر اٹھے ہوں گے اور ان لوگوں سے کہتے
ہوں گے کہ یہ وہ صبر کیش ہیں جن کو تم نے بغیر کسی جرم کے کئی سال
تک دکھ دئے تھے، دیکھو آج وہ کہاں سے کہاں پہونچ گئے۔ کتنے ہی
کانٹوں نے سر اٹھا کر کہا ہو گا کہ تم نے ہمارے نوکوں سے ان جسموں
کو اذیت دی تھی، پھر کہیں سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے کلمہ
کی وہ پہلی پکار کعبہ سے گونجنے لگے گی جس پر ہنگامہ بچ گیا تھا، کہیں
سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اَحَد اَحَد کی صدائیں بلند ہونے لگی
ہوں گی جو تپتی ریت کے بستر پر پڑ کر دل سے اٹھتی تھیں، دار الندوہ
چیخنے لگا ہو گا کہ تم لوگوں نے جس کے قتل کی سازشیں کی تھیں اس
کا پیغام گوشہ گوشہ میں تبدیلی لا رہا ہے، تیرہ برس کی تاریخ ہر جہا
جانب سے امڈ پڑی ہو گی، اور ان کی روحوں سے صدا اٹھی ہو گی
کہ تم بھی جاگو، تم بھی بدلو، تم بھی آگے بڑھو اور اس سیل رواں
میں شامل ہو جاؤ۔

(محسن انسانیت)

نصرت کا راز

(طارق ابن زیادؒ کی تقریر اسپین کے ساحل پر، شیخ
عبد الستار کے الفاظ میں)

فرزندان توحید!

آپ جانتے ہیں کہ وطن سے، بیوی بچوں سے، مادر و پدر سے ہم ہزاروں میل دور آج اس مقام پر پہونچے، کس لئے؟ جاہ و حشمت کے لئے، دولت و ثروت کے لئے، عزت و توقیر کے حصول کے لئے؟ نہیں!! بلکہ راہ خدا میں جام شہادت نوش کرنے اور اسلام کا پرچم بلند کرنے کے لئے!!

یہ وہی اسپین ہے جہاں دولت، سیم و زر، سپاہی، طاقت سامان حرب و ضرب۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ظلم و ستم، کبر، لادینیت، بے حیائی کسی بات کی کمی نہیں، آج ہمیں دشمن کی کثیر افواج سے مقابلہ کرنا ہے اور ان کے مقابلہ میں تم مٹھی بھر ہو لیکن یاد رکھو! ہزاروں بھیڑئے بھی ایک شیر ببر کو شکست نہیں دے سکتے۔

اور اسی لئے میں نے ان جہازوں کو نذر آتش کرادیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن کی کثیر فوج سے تم خوف کھاؤ اور اسی مادی سہارے پر تکیہ کئے جنگ کرو، کہ ہم قلت میں ہیں اگر دشمنوں کا زور بڑھتا نظر آئے گا تو ہمارے پیچھے فرار کے لئے ہمارے جہاز تو کھڑے ہیں اسلئے میں نے ان جہازوں کو آگ لگوادی، اب فرار کی تمام راہیں مسدود ہو چکی ہیں، صرف دو راستے ہیں شہادت پاؤ اور جنت کی راہ لو، یا جنگ جیت کر غازی کہلاؤ پھر دنیا میں کہیں بھی جانے کے لئے راہیں تمہاری منتظر ہیں، اور تمہارا وطن بھی۔

مسلمان ہو تو دنیوی سہاروں پر توکل کرو ، ذات باری پر توکل کرو ، اور دشمنوں پر ٹوٹ پڑو ، پشت دکھائی تو کہیں پناہ نہیں صرف پناہ ہے تو ذلت درسوائی کی گہری کھائیوں میں ، خدا حافظ
(بشکریہ ہدی ڈائجسٹ سالنامہ ۷۳ء)

پیغام

مستقبل کے بھارتی مسلمانوں کے نام ایک پیغام ہے ممکن ہے کہ وہ اسے پڑھیں اور نصیحت حاصل کریں ۔

نجم الدین احیائی

رات اندھیری ہو ، گھنگور گھٹائیں چھائی ہوئی ہوں ، بجلی کڑک رہی ہو ، بادل گرج رہے ہوں ، مینہہ کی جھڑی لگی ہو ، ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا ہو ، خوف ودہشت سے دل کانپ رہا ہو ۔

ایسے میں اگر میں کہوں کہ سورج نکلے گا ، چاہے کچھ دیر ہو ، گھٹائیں ختم ہوں گی ، بجلی کا کڑکنا ، بادل کا گرجنا اور مینہہ کا برسنا ، بند ہو جائے گا ، پھر کائنات روشن ہوگی ؛

تو کیا میں غلط کہوں گا ؟ نہیں ! یہ تو قانون قدرت ہے جو بدلا نہیں کرتا ۔

سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً (پ ۲۲ رکوع ۵)

ترجمہ:۔ خدا کا یہی دستور ان لوگوں میں بھی رہا ہے جو گذر چکے ہیں اور تم اللہ کے دستور میں رد و بدل نہ پاؤ گے۔

وتلک الایام نداولھا بین الناس (پ ۴ رکوع ۵)

آج ہم مصائب کے شکار ہیں ظلم و ستم کے اندھیرے میں سانسیں لے رہے ہیں، فسادات کی بجلیاں چمک رہی ہیں، فرقہ پرستوں کی گرج سے ہمارے کان پھٹے جا رہے ہیں، تعصب و نفرت کے پرنالے ہم پر گر رہے ہیں، ہماری آنکھیں انھیں دیکھکر پتھرا رہی ہیں۔ ہمارے نوجوان سہمے جا رہے ہیں۔

تو کیا اس وقت قدرت کا قانون اپنا اثر نہیں دکھائے گا؟ کیا رب السمٰوات والارض کی نگاہیں نہیں دیکھ رہی ہیں کیا یہ مصائب و شدائد ہمیشہ رہیں گے؟ نہیں اور سو بار نہیں ہمارا خدا اندھا اور بہرا نہیں ہے وہ سب کچھ دیکھتا ہے سنتا ہے، وہ علیم و بصیر ہے۔

وہ دن ضرور آئے گا جب مصائب کے بادل چھٹیں گے۔ شدائد کی گھٹائیں دھواں ہو جائیں گی، فسادات کی بجلیاں دشمنوں کے آشیانوں کو ہی خاکستر کر دیں گی، تعصب و نفرت کی آگ ہمارے مخالفین کے ہی کیمپ کو بھسم کر دے گی۔

اسلئے اے میرے عزیز بھائیو! یہ میرا پیغام غور سے پڑھو یہ ایک

ایسے دل کی پکار ہے جو مومن ہے، جو اپنے ایمان و اسلام پر فخر کرتا ہے مگر جس کا دل رو رہا ہے اغیار کی بے مروتی پر، اپنوں کی بے حسی پر، غیروں کی طوطا چشمی پر، اور اپنوں کی منافقت پر۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے جب تم اس ہندوستان کے وسیع و عریض خطہ پر باعزت ہو جاؤ گے، لیکن یاد رکھنا کہ ہم نہیں چاہتے کہ تم بھی وہی کام کرو جو ہمارے دشمن ہمارے ساتھ کر رہے ہیں، کہیں انتقام کے جنون اور بدلے کے پاگل پن میں تم غلط حرکتیں نہ کر بیٹھنا، مجھے خوف ہے کہ کہیں تم بھی اغیار سے تعصب و نفرت کا برتاؤ نہ کرنے لگو، تم بھی دشمنوں کی عورتوں کو بے قصور بیوہ کرنے لگو اور ان کی عزت و آبرو کی کوئی قدر نہ کرو۔ بچوں کو یتیم کرو اور ان کو بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دو۔ ان کے گھروں کو مٹی کا تیل چھڑک کر جلادو۔ ان کے کھیتوں میں آگ لگادو، ان کی دکانوں کو لوٹ لو، ان کے کاروبار کو تباہ کر دو۔

نہیں نہیں تمہیں اس اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں جس نے تمہیں ذلت کے بعد عزت بخشی، زوال کے بعد عروج عنایت فرمایا۔ پستی کے بجائے بلندی دی، تم ہرگز ایسا نہ کرنا۔ کیونکہ تمہارے بارے آیا ہے

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (پ ۴ ع ۲)

تم بہتر امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہے تم بھلائی کا حکم دیتے ہو الخ۔

برائی سے روکتے اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

تمہارے آباؤ اجداد پر جو ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں اس کی خبر تو تم کو مل ہی جائے گی، آج کے دور میں کوئی چیز چھپی نہیں رہتی چاہے چھپانے کی لاکھ تدبیر کی جائے، آج جو کچھ امت مسلمہ پر بیت رہی ہے، انشاء اللہ اس کا ایک ایک لفظ تمہاری آنکھوں ...... کے سامنے لکھی ہوئی صورت میں آجائے گا، بلکہ ریکارڈنگ کے طفیل ممکن ہے کہ بہت کچھ تمہارے گوش گذار ہو جائے، اگرچہ آج ہمارے آواز دبائی جا رہی ہے، ہم مارے جائیں، لوٹے جائیں، مگر ہم اپنی داستان نہیں سنا سکتے، اگر ہمارا کوئی ہمدرد ہماری آواز پہونچانے کی جرأت کرتا ہے تو اسے غدار، وطن فروش، خائن، جاسوس، اور نہ معلوم کیا کیا کہا جاتا ہے، حد یہ ہے کہ اسے قتل تک کی دھمکیاں دیدی جاتی ہیں ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

شاعر نے یہ شعر کبھی نشۂ عشق میں سرشار ہو کر کہا تھا، مگر آج ہم پر لفظ بلفظ صادق آرہا ہے، آج اس شعر میں کوئی مجاز نہیں اسکا ہر لفظ ایک زندہ اور محسوس حقیقت کا ترجمان ہے، دیکھو! کہیں تم بھی ایسا ہی نہ کرنے لگنا، تمہاری شریعت میں یہ جائز نہیں کہ یکطرفہ بیان سننے کے بعد فیصلہ کر لیا جائے، سوچو! یہ کتنا بڑا ظلم ہوگا کہ ظالم کو

کہنے کی اجازت دی جائے، مگر مظلوم کو چپ رہنے کا حکم دیا جائے

مسجدی برہمن

لیکن ہمارے عزیزو! مجھے اغیار سے اتنا شکوہ نہیں ہے، جتنا اپنوں سے ہے، ہم پر جو کچھ بیت رہی ہے اس میں پچاس فیصدی اپنوں ہی کا ہاتھ ہے، تمہیں یہ جان کر افسوس ہوگا کہ آج ہم پر ہمیں میں سے زیادہ اعتراض کرنے والے ہیں، ہمارے ہر دینی کام پر، ہر صحیح بات پر ہر معقول تجویز پر، ہر قانونی اجتماع پر، سب سے زیادہ مسلمان نام رکھنے والے ہی اعتراض کرتے ہیں، یہ مسجدی برہمن ہمارے لئے مندر والے برہمن سے زیادہ خطرناک ہیں یہ مار آستین ہیں، یہ ایسے دشمن ہیں کہ جن کا علاج اب تک ہم نہیں کر سکے۔ یاد رکھو! تم ان سے برابر بچتے رہنا، ان پر کڑی نگاہ کرنا۔ ان کو اپنے کسی کام میں شریک نہ کرنا، ان سے وہی برتاؤ کرنا جو صحابہ کرامؓ نے منافقین کے ساتھ کیا تھا، یاد رکھو! آج کے دور میں منافقین کا پتہ ہم آسانی سے پا جاتے ہیں، مگر جب تم باعزت ہو گے تو یہ منافقین اپنے چولے بدل دیں گے، اس وقت یہ تمہارے کسی اقدام پر معترض نہ ہوں گے، تمہاری ہر کامیابی پر سبحان اللہ، الحمد للہ کہیں گے۔ تمہاری ہر تجویز پر آمنا و صدقنا کہیں گے تم یہی سمجھو گے کہ یہ تمہارے ساتھ بہت مخلصانہ جذبات رکھتے ہیں۔ لیکن تم

دھوکہ نہ کھایا نا۔ اس وقت تمہیں اس مومنانہ بصیرت سے کام لینا چاہیئے جس سے بڑے بڑے صحابہؓ منافقین کو پہچان لیتے تھے۔

آپ تقریر کیسے کریں؟ حصہ سوم

آپ تقریر کیسے کریں حصہ اول اور حصہ دوم ملک میں اتنی مقبول ہوئی۔ عزیز طلبہ نے اسے اتنا پسند کیا۔ آج ہم اس کی مانگ وقت پر پوری نہیں کر پاتے، جیسا کہ ہمارے معزز قارئین کو معلوم ہے کہ حصہ اول مبتدی طلبہ کے لئے اور حصہ دوم ان طلبہ کیلئے لکھی گئی تھی جو متوسط درجات میں ہیں۔ لیکن درجات عالیہ کے طلبہ اور عام واعظین کے لئے اسی نہج کی ایک کتاب کی سخت ضرورت تھی ملک کے گوشہ گوشہ سے اس سلسلے میں خطوط آئے۔

ہمارے پروگرام میں حصہ سوم کا تخیل بہت پہلے سے تھا۔ خدا خدا کرکے ہم یہ اطلاع دیتے ہوئے بے پناہ مسرت محسوس کرتے ہیں کہ حصہ سوم کا مسودہ بالکل تیار ہے۔

ہماری ہر ممکن کوشش رہے گی کہ کتابت وطباعت اور دیگر مراحل سے گزر کر جتنی جلد ممکن ہو اسے آپ کے ہاتھوں تک پہونچائیں۔

قیمت

روپئے